ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ مکتوبات مجمع الحسنات مخزن البرکات عالم ربانی جامع علوم ظاہری و باطنی
حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ المسمیٰ

لطائف قاسمیہ ۱۳۰۹ھ

۱۱ صفر ۰۶ بتصحیح و تنقیح مولوی محمد فضل الرحمن و مولوی محمد الیاس سلمہما اللہ تعالی
باہتمام جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ اللہ الواہب

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی غرق دریائے گناہم	تو میدانی وخود ہستی گواہم	گناہ بیعد درا بار بستم
ہزاران بار توبہ ہا شکستم	حجاب مقصدم عصیان من شد	گناہم موجب حرمان من شد
بآن رحمت کہ وقف عام کردی	جہانرا دعوت اسلام کردی	نمیدانم چرا محروم ماندم
رہین انچنین مقسوم ماندم	گدا خودرا ترا سلطان چو دیدم	بدرگاہ تو ای رحمان دویدم
دلم از نقش باطل پاک فرما	براہ خود مرا چالاک فرما	بکش از اندرونم الفت غیر
بشو از من ہوائے کعبہ و دیر	درونم را بعشق خویشتن سوز	بہ تیر درد خود جان [illegible]
دلم را محو یاد خویش گردان	مرا حسب مراد خویش گردان	اگر نالایقم قدرت تو داری
کہ خار عیب از جانم برآرے	گناہم را اگر دیدے نگر ہم	بعفو و فضل خود ای شاہ عالم
بسی بگذشتہ شاہانہ مرادم	بدرگاہت رسیدم ساز شادم	بچشم لطف ای حکم تو بر سر
	بحال قاسم بیچارہ بنگر	

مکتوب اول بنام مولوی محمد صدیق صاحب مرادآبادی در اثبات حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سراپا عنایت سلامت ۔ السلام علیکم ۔ کل جو آپ کا عنایت نامہ پہونچا کیفیت مندرجہ کو دیکھکر

طبیعت بہت گھبرائی ہنوز اور تحریرون سے چندان فراغت نہوئی تھی کہ ایک اور سر پر آن
پڑی تس پیر مفصل لکھون تو کہانتک لکھون یہ بحث ایک دریائی ناپیدا کنارہ ہے اور اختصار
کیجئے تو کہانتک دریا کو کوزہ مین لانا دشوار اسلئے فقط عقیدۂ دل سے آگاہ کئے دیتا ہون اس
ضمن مین کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی اشارہ ہوجائے تو ہوجاوین انبیاء کرام کو انہین اجسام
دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہون یہ نہین کہ مثل شہداء ان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان سے
تعلق ہوجاتا ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شہدا کے مال مین میراث ہوئی اور انبیاء کرام علیہم السلام
کے مال مین میراث جاری نہوئی حالانکہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین سب
کو عام ہے عوام ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدا کی ازواج کو بعد عدت معروفہ
نکاح کی اجازت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان مین یہ حکم آیا ولا تنکحوا
ازواجہ من بعدہ ابداً حالانکہ عموم واحل لکم ما وراء ذلکم جس سے حلت غیر
منکوحہ فارغ العدۃ سمجھہ مین آتی ہے اور عموم والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا
وغیرہ جس سے بعد مرور عدت ازواج کو اجازت نکاح نظر آتی ہے اسکے مخالف ہے اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نمانئے اگر شہدا انہین ابدان کے حساب سے ہوتے تو پھر انکا
قبور مین مستور ہوجانا بہت ہوتا تو مجرمون اور مظلومون کے محبوس ہونے کی برابر ہوتا نہ مال
مین میراث چل سکتی نہ ازواج کو نکاح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب سے تو ہم مردہ دل ہی اچھے
رہتے جنکی زندگانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندگانی پر ہمارے لئے تو یہ انعام کہ نہ مال
مین کوئی تصرف کرسکے نہ ازواج کی طرف کوئی نظر بھر کے دیکھہ سکے اور وہ اس حیات کامل پر بھی
اس دولت وعزت سے محروم رہے مگر چونکہ یہان کے اموال یہین کے ابدان کے شکست و
ریخت کے لئے ہین اور یہان کے ازواج انہین ابدان کی ثمر کے تخم ریزی کے لئے مصداق نساکم
حرث لکم یہین ہین تو بعد انفکاک تعلق روح کو انکے متعلقات سے کیا تعلق رہجاے گا
بلکہ جیسے گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس دانہ گھوڑے کے لئے اور گھوڑا نرہے تو پھر گھاس دانہ
سے بھی کچھ مطلب نہین رہتا ایسا ہی ابدان ارواح کے کاروبار کے لئے بلکہ اوسکا مرکب ور اسکی

سواری اور اموال و ازواج ابدان کے لئے اور ابدان نرہین تو پھر ان سے بھی مطلب نرہیگا اس لئے
شہدا کے اموال و ازواج مین بھی بوجہ انفکاک تعلق مذکور اونکو بطور مناسب اجازت ہوگی اور یون ہی
بیکار نرہنے دینگے مگر یان جیسے یہان گھاس دانہ کی طلب اور اُس سے تعلق دلیل اسبات پر شاہد ہوتا ہے
کہ طالب اور صاحب تعلق کے گھر پر گھوڑا وغیرہ گھاس دانہ کھانے والا کوئی جانور ہوگا ایسا ہی اموال
وازواج سے تعلق اسبات پر شاہد ہوسکتا ہے کہ صاحب تعلق کو اپنے ابدان سے تعلق ہے اس تقریر
مختصر سے اسقدر تو بشرط فہم و انصاف خواہ مخواہ ذہن مین آہی جاتا ہے کہ انبیاء کرام کو اپنے ابدان سے تعلق
اوس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے تھا یہی نہین کہ جیسے وطن سے باہر اپنے وطن کو یاد کرتے
اور اُس فاصلہ پر اور بستیان ہون تو اونکے کچھ خبر نہین ہوتی ایسے ہی انبیا کی ارواح کو بھی مثل دیگر
اموات اپنے ابدان سے ایک تعلق یادگاری محبت ہے مگر چونکہ اور ابدان سے محبت نہ تھی تو تعلق یادگاری
ہی نہین ایسا ہی تعلق ہوتا تو احکام بھی یکسان ہوتے ہان یون کہئے تو خیر کہ خدا کے حکم محض بیوجہ
اور بے حکمت ہوتی ہین مگر چونکہ آپ سے یہی امید ہے کہ خداوند علیم و حکیم کو حکیم ہی سمجھتے ہونگے اسلئے یہ بھی
امید ہے کہ بدلالۃ حکم مذکور انبیا کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھینگے پر حسب ہدایۃ کل نفس ذائقۃ
الموت اور انک میت وانہم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاصکر حضرت سرور انام
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور ہے مگر اس صورت مین یہ اجتماع موت
وحیات ایسا ہوگا جیسا وقت حرکۃ کشتی جانشین کشتی کا حرکت وسکون جیسے یہان سکون اصلی ہے
اور حرکت عرضی ایسی ہی وہان بھی حیات اصلی اور موت عرضی ہوگی اسلئے استمرار بھی اگر تسلیم کرلیا جائے
تو کچھ مخالف مطلب نہوگا کیونکہ حیات پھر بھی موجود ہے یا جیسے آب گرم مین اجتماع حرارت کی لئے
برودت حرارت کے لئے دلیل کی کیا حاجت وہ خود مشہود و محسوس ہے ہان برودت کی دلیل
لیجئے اگر برودت نہوتی تو آگ کو کیونکر بجھا سکتا آگ کے بجھانے کے یہی معنی ہین کہ مادہ حرارت کو
کھودیا اور نیست ونابود کردیا مگر ظاہر ہے کہ اضداد کو بجز اضداد عالم اسباب اور کسی سبب سے باطل
اور نیست ونابود نہین کرسکتی مگر یہ بھی تسلیم کرنا ضرور ہے کہ وقت موت حیات انبیاء کرام علیہم السلام
اور بھی شدید ہوجائے کیونکہ جب حیات اصلی اس صورت مین کبھی قبر مین رہنا کبھی آسمان پر نظر آنا

ایسا ہوگا جیسا حالت حیات سابقہ مین کبہی زمین پر رہنا کبہی بوجہ معراج آسمان پر چلا جانا زیر پردہ موت
عرضی مستور ہوئی تو پہر ایسی صورت ہوجائیگی جیسے فرض کیجئے چراغ کو کسی طرف گلی مین رکہکر سرپوش رکہدیجئے
جیسے یہان تمام شعاعین باہر سے سمٹ کر اُس ظرف مین آجاتی ہین بلکہ خود شعلہ چراغ مین سماجاتے
ہین جس سے وہ اشتداد مشار الیہ نمایان ہوجاتا ہے ایسے ہی یہان بہی خیال فرمالیجئے اس صورت مین
موت انبیاے کرام اور موت عوام مین ایسا فرق ہوگا جیسا چراغ کی طرف گلی مین مستور ہوجانے
اور گل ہوجانے مین فرق ہے یہان جیسے باعتبار مکان اندہیرا دونون صورتون مین برابر اور پہر اتنا فرق
ہے کہ باعتبار اصل اتنا پہلے نہ تہا ایسا ہی یہان بہی سمجھ لیجئے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انک میت جدا کہا
اور انہم میتون جدا فرمایا مثل ثم انکم یوم القیامۃ جو اگلا جملہ ہے سب کو شامل
کرکے انکم میتون نفرمایا کہ اسی فرق مراتب موت کے طرف اشارہ باقی رہے بالجملہ
حیات حال انبیاء کا مثل حیات سابق ہونا اور پہر اس سے اشد اور اعلی ہونا یون ظاہر ہے کہ
مماثلۃ تو فی تعلق الابدان الدنیاویہ سے یہ نہین کہ مثل شہدا تبدیل ابدان کئے گئے ہوا اور اشدیت یون
ظاہر ہے کہ بوجہ احاطۂ ضد معلوم جسکو موت کہئے تمام فیض حیات جو مثل شعاع شمس و قمر اطراف بدن
اور اس سے باہر تک بذریعہ افعال جاتا تہا سمٹ کر داخل بدن کی طرف چلا آیا سمجھ لینے کے لئے تو یہ کافی ہی
پہر اس سلامت اجساد کو لحاظ کیا جاوے تو اور بہی تائید ہوجاتی ہے رہین احادیث اونکے رجوع کرنیکے
اسوقت ضرورت نہین جو یہ تحقیق کیجے کہ کون سی حدیث صحیح ہی اور کون سی ضعیف پر پہر تس پر مجہکو ان
باتون کی خبر کم ہوتی ہے کیونکہ یہ باتین کتابون سے متعلق ہین اور آپ خود جانتے ہین کہ جیسے سپاہی
بے ہتیار ہوتے ہین ایسا ہی یہ جاہل عالم بے کتاب ہی یہ باتین آپ خود حضرت شیخ کی تصانیف
سے نکال لین مگر ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہین زیادہ کیا عرض کرون ہان
اتنا عرض کئے دیتا ہون کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور مین جانتا ہون انشاء اللہ تعالی ایسا ہی رہے گا
مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ مین سے نہین سمجھتا نہ تعلیم ایسی باتون کی کرتا ہون نہ منکرون کے دست
و گریبان ہوتا ہون خود کسی سے کہتا نہین پہرتا کوئی پوچھتا ہے اور اندیشۂ فساد نہین ہوتا تو اظہار
مین دریغ بہی نہین کرتا آپ بہی اس امر کو ملحوظ رکہین تو بہتر ہے فقط

مکتوب دوم در اثبات تراویح بدلائل عقلی و براهین نقلی

کمترین انام محمد قاسم نام که بیچدانی شعار اوست و طاعت نفسانی کار او بخدمت مجموعه مکارم اخلاق عبدالرحیم خان صاحب دام اخلاقه سلام مسنون عرض کرده عرض پرداز است که نامه نامی که بنام احقر به نشان میرٹھ ارسال فرموده بودند از میرٹھ به نانوته و از نانوته بگنگوه و از گنگوه برامپور شده تر دم در اواخر شوال رسیده ممنونم گردانید نظر بر اهتمام سامی در امور دینیه و آنهم چندانکه در فضائل اعمال دلائل اینچنین باید و دلالت اینچنین چندانکه بر خود نظر نهاکرد که هنوز گرفتار هوا و هوس دهر دم بحکم مساهله کارانیدم بدم می افگنم همان قدر بر جناب آفرینها خواندم و گفتم که چون در فضائل اعمال اینقدر اهتمام است و این مسارقه در دیگر اعمال عالیه از فرائض و سنن موکده چه قدر ذخیرهای عمده بهم آورده باشند جزاکم الله خیر الجزاء از همانجا دم خیال جواب بشن عزم راسخ انگیخت و پاس مبارک بدلم می آویخت اما بالائے تکاسل طبع زاد که باستماع عادات احقر از بعضی ملازمان دریافته باشند پریشانی روزگار که هر روز از جای بجای میرفتم و هجوم کار که از کاری برکاری می نشستم نیز فرصتم نداد که به بجواب اشغال غیر ضروریه پردازم باانیهمه بدین سیاق و سباق نامه سامی و مطالعه دلائل و مقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از هر طرف بوی تعصب و تعمق شنیدم و بظاهر این کار جناب نیست کسی دیگر است که در پرده نام جناب درین میدان گو را نه رفته فرموده امام ابن صلاح را باعث عالیش چه سپاس آری اگر اثبات احکام منحصر در صحاح بودے می توان گفت که فلان حدیث اثبات تراویح نمی توان کرد آری اثبات مطالب بقدر ثبوت دلائل می باشد صحاح بقدر ثبوت خود و ضعاف بقدر ثبوت خود اثبات مطالب میکنند غرض حسب تنوع دلائل مطالب متنوعه ثبوت میرسند از متواترات عقائد ضروریه مثل توحید و رسالت و حقیقة کلام الله ثابت می توان کرد و از احاد صحاح این کار نمی آید و از احاد وجوب اعمال و تاکد سنن باید گرفت از ضعاف این کار نباید گرفت این فرق از کجا خاسته از تفاوت سند خاسته ورنه نفس حدیث و اضافت نبوی همین خواهد که هر دو را بیک پله باید سنجید مگر ظاهر است که احادیث ضعیف نه چنان ثابت اند که همسنگ صحاح و حسان گردند نه چنان باطل که همرنگ موضوعات شوند پس لاجرم مرتبه انها باعتبار ثبوت و عدم ثبوت فیما بین صحاح نے بلکه حسان و موضوعات خواهند بود نه مثل موضوعات

که سراسر باطل اند و بوی از ثبوت نشمیده بیکار بمانند حسان و صحاح و متواترات در کار اثبات بکار اند
اندرین صورت ثبوت فضائل اعمال که از مطالب حسان و صحاح و متواترات فروتر است از ضعاف چه مستبعد
و ظاهر است که در صورت ترک اتفاق فقها به ثبوت و تاکد تراویح معلوم رتبه اش از فضائل نمی فزاید پس اگر حدیث
بیست تراویح ضعیف باشد ظاهر پرستان را چه باک در فکر او اگر جگر خون کنند کنند مدعیان تاکد کنند بلی اگر
تعارض مزعوم کسانیکه درین زمانه درین باره غوغا کرده اند و میگویند که حدیث بیست با حدیث یازده متعارض
است مبرهن شود البته ترک بیست و اختیار یازده خیلی بجا بود گو در انهم گنجایش گفتگوهای دیگر باشد و بیشتر
از اثبات تعارض از برهمی ملت و برهمی کلمة الاسلام چه سود باقی ماند اینکه جناب ختمی مآب صلی الله تعالی
علیه و آله وسلم در رمضان و غیر رمضان همی یازده را بجا آورده اند چنانچه از حضرت عائشه رض مرویست با آنکه حضرت
رسول اکرم صلی الله تعالی علیه و آله وسلم در لیالی سه گانه همی یازده خواندند چنانچه از جابر رض مرویست این حدیث
گو بظاهر با حدیث بیست که مرفوع است بنظر ظاهر بینان متعارض نماید اما در حقیقت حکم بتعارض خاسے
از جهل یا عناد نیست اول تراویح را از تهجد باید گفت بعد از آن تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح
مثل صلوة اوابین که بعد مغرب میخوانند و نوافل عشا که در پس و پیش آن خوانده می شوند نوع دیگر و تهجد نوع
دیگر و هر دو حدیث مذکور در باره تهجد است خود ظاهر است که اعتراض تعارض بیکسو خواهد رفت باز چون باتصال
تراویح با عشا را ادا کردن آن در اول شب و افتراق تهجد از عشا که نوم و دیگر اعمال کثیره بمیان می آید و ادا
کردن آن در آخر شب نظر افگنیم این را موجه می یابیم معهذا در تهجد روایات کثیره از حضرت عائشه مرویست و هم
از بعض صحابه ماثور بعض از آن در صحیحین و بعض در کتب دیگر از صحاح سنت منقول است چنانچه خوانندگان
حدیث همه میدانند پس هرچه ملازمان جناب و منشی سامی جواب آن خواهند داد ازین تعارض هم همان را
قبول کنند بالجمله چنانچه حمل بر تعدد واقع احادیث بخاری و مسلم را موافق باهم توان کرد حدیث بیست رکعت
و یازده رکعت را نیز باهم متوافق باید ساخت ازین صورت ضعف حدیث بیست در امتثال منطوق آن
مانع نخواهند شد بلی اگر امام ابن صلاح لیاقت قبول اقوال از نصوص قطعیه بهم رسانیده اند و کلام الله یا
حدیث باتباع اوشان خوانده و دیگر علما اصول و فقه را این منصب بهم رسیده ما را گنجایش عرض معروض
خویش نیست و اگر اوشان را امام اصول حدیث باینمعنی تصور بده اند که درین فن یکتا روزگار و مرد این

میدان واین کار بودند در باره محافظة الفاظ حدیث هر قاعده که بنیاد نهند بچشم نهادنی است و هر راهی که روند قابل گام گشادنی است مارا مسلم مگر اوشان را اگر در محافظة الفاظ حدیث که بغرض محافظة معانی مقصود است چنانچه جملهٔ فلیبلغ الشاهد الغائب یا جملهٔ فرب مبلغ اوعی من سامع پیوسته بران شاهد است ائمه اصول فقه را در فن محافظة معانی ید طولی است اوشان دران باره اگر قابل اقتدا هستند ایشان درین باره لائق اتباع قاعدهٔ بنیاد نهادهٔ ائمه اصول فقه همین است که فضائل اعمال از ضعاف هم ثابت می توان شد واگر نیک تامل کرده شود آن موضوعات که نظر بر کذب رواتش در مواقع دیگر ازان در موضوعات شمرده اند باین کلیه بالیقین غلط ومخالف واقع نمی باشند فان الکذوب قد یصدق هم چنانکه جمله صحاح صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشند فان الصدوق قد یخطی و نیز احتمال دروغ از غیر معصوم چه مستبعد چنانچه در بعض صحاح مشهود وهم همین است ندانی که در بخاری شریف در باب عمر شریف حضرت رسول اکرم صلی الله علیه وآله وسلم سه روایات باهم متعارض آمده شصت وشصت وسه وشصت وپنج وهمه میدانند که توافق این روایات باعتبار منطوق خویشتن محال است لاجرم یکی مطابق واقع و دو مخالف واقع خواهند بود وحالانکه باعتبار اصطلاح اصول حدیث هر سه روایات صحیح اند ورنه امام بخاری که التزام ایراد صحاح کرده اند در کتاب خود نمی آورده اند این صورت را مرجحی باید که یکی را مظنون الصدق یا مقطوع الوقوع گرداند و دیگر آن را مظنون الکذب ویا قطعی البطلان گرداند پس مرجح اگر از قسم روایات است عام است که صحیح باشد یا ضعیف چنانچه ظاهر است واگر از قسم درایات باشد از اندازه حرکت که یکی از کارهای نبوی است چنانچه آیة یعلمهم الکتاب والحکمة بران دلالت میدارد و برون نرفته باشند از نصوص حدیث ضعیف هم اگر موید بدرایة شود از مرتبه خود بالا رفته کار دگر خواهد کرد چنانچه آیة واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم برین قضیه گواه هم موجود است چه اخبار مشار الیها اگر از قسم صحاح بودی اذاعة را محل طعن نمی شد واگر درآیة درایة موید ضعاف نمی شد جمله لعلمه الذین یستنبطونه چه معنی داشتی اکنون معروض آن است که روایة بست رکعة نیز بزعم احقر موید بدرایة است ومعارض کدام روایة نیست اگر اندیشه که بدان اشاره کرده آمده ام سد راه قلم نبودی اگر همه مافی الضمیر خود زیر قلم

یاد ردمی باری قلیل کثیر ازان آویزهٔ گوش سامی میکردم مگر چه کنم که منشی سامی در استدلالات از حق کناره
میرود چنانچه قدری معروض شد و قدری اکنون معروض میشود مدار طعن بر روایهٔ مؤطا برین داشته که
یزید بن رومان زمانهٔ حضرت عمر رضی الله عنه ندریافته سبحان الله چه دلیل است و چه مدعا خلاصهٔ طعن
این بر اید که مرسلات تابعین اعتبار را نشاید اول این را اثبات باید کرد بعد ازان روایهٔ مذکوره را رد
باید فرمود عدم اعتبار مراسیل تابعین اگر تراشیدهٔ خویشتن است این را که می پرسد و اگر تقلید دیگر است
بجز امام شافعی رح کیست که باین طرف رفته امام ابوحنیفه رح و امام مالک رح همه برانند که مراسیل تابعین همه مثل
مراسیل صحابه همه مثل مراسیل صحابه معتبر اند بلکه از سند زیاده چه ترک اسناد دلیل وثوق خود است و ذکر اسناد
بر فهم سامع گذاشتن و گویا العهدة علی الراوی گفتن است اگر از تقلید عار است قول امام ابن صلاح رح
را بدیوار باید زد و اگر تقلید اوشان جائز است امام ابوحنیفه رح و امام مالک رح چه تقصیر فرموده اند امام ابن صلاح رح
اگر تاسیس قواعد حفظ و نگاهداشت الفاظ بصیرت حاصل کرده اند امام ابوحنیفه رح و امام مالک رح نیز در
تاسیس قواعد محافظهٔ معانی ید طولی دارند و اگر ازین قواعد محافظهٔ معانی بهم رسیده و در بعض مواقع
بنظر ملازمان جناب علی تقدیر التسلیم معنی مقصود از دست میرود از قواعد محافظهٔ الفاظ نیز این محافظه
علی العموم دیده نمیشود چنانچه از ملاحظهٔ احادیث عمر شریف حضرت رسول الثقلین صلی الله علیه و آله وسلم
هویداست و اگر درین باره بتقلید امام شافعی رح بر دوشان احسان نهاده اند از ما مبارکباد مگر اندرین صورت
اگر ملازمان جناب قفا امام شافعی رح در زیده ما گنهگاران اتباع امام ابوحنیفه رح لازم گرفته ایم اگر فرق است
همین قدر است که امام ابوحنیفه امام اعظم اند بالجمله بتقلید یکی از ائمه مقلدان ائمه دیگر را الزام نباید داد و بادشا
دست گریبان نباید شد این است جواب آنچه که ملازمان جناب بطور قواعد روایه بر بست رکعه طعن فرموده
بودند باقی مطاعنیکه بطور درایه وارد فرموده اند جواب آن چه گوییم که خود از دائرهٔ فهم بیرون می نماید بجز آنکه
تعصب و تعمق باعث این یاوه گوییها شده باشد دیگر چه گفته شود و اگر باور نیست باید شنید یکی ازان
مطاعنها اینهم است که اگر بروایهٔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء دست آویخته شود بلحاظ آنکه سنتی وسنة الخلفاء
هر دو معروفه اند و تکرار معاف مشعر باتحاد اول یا ثانی میباشد لازم است که سنة الخلفاء که اتباع آن در
حدیث اشاره فرموده اند همان سنة نبوی علیه و علی آله التحیة والسلام و در بست رکعت این امر مفقود است

میگوییم که اول این قاعده نزد علما اصول کلیه نیست تا باتباع اوشان ملازمان مخدوم را گنجایش طعن بهم رسد
و ما را فکر جواب باعث تردد شود دوم اینجا فقط لفظ سنت مکرر آمده آن بذات خود نکره است و تکرر نکره باعتراف
همان کسان که تکرر معرفه را مشعر بر اتحاد شمرده اند مشعر تغایر است نظر برین لازم که سنة الخلفاء غیر سنة نبوی
علیه الصلوة والسلام باشد و یای متکلم و لفظ الخلفاء اگر معرفه است یکی هم ازان مکرر نیست و اگر نظر بر معرفیة
عرضیه است آن معرفه خود از معرفه دیگر مغایر شده چنانچه آن دو بذات خود متغایر اند این و آن معرفه نیز متغایر
خواهند بود وجهش چنانکه دانی اینست که محکوم علیه حقیقی در صفات عرضیه همان موصوف بالذات میباشد پس
اگر موصوف بالذات چیز واحد است صفت عارضیه نیز چیز واحد خواهد بود و اگر دو شی متغایر است صفات
عارضیه را هم دو شی متغایر باید پنداشت پس اگر سنتی و سنتی مکرر می آمد یا سنة الخلفاء و سنة الخلفاء مکرر
می شد این گفتگو را بظاهر خیلی بجا گفته می شود و با اینهمه در ابناءنا و ابناءکم بلکه در انفسنا و انفسکم که در کلام الله
یک جمله مکرر آمده چه خواهند فرمود سبحان الله با چنین ابله فریبیها و این لن ترانیهای دور و دراز علاوه
برین همه اهل فهم را درین قدر اتفاق است که عطف مقتضی تغایر می باشد تا وقتیکه تغایر حقیقی یا تغایر اعتباری
بدست نیاید عطف نتوان کرد دوم آنکه طعن لام تعریف در جمع مفید استغراق می باشد اندرین صورت
لازم است که جمیع خلفاء مراد باشد پس سنة الخلفاء که اشاره بالتزامش فرموده اند می باید که سنت
همه خلفاء راشدین باشد و بست رکعت اگر هست سنة حضرت عمرؓ هست سنة حضرت ابی بکر نیست
این اعتراض از همه افزون تر است ماشاء الله فهم مطالب همچنان باید و نکته فهمی کم از فهم اینقدر شاید
مخدوم من اینقدر مسلم که جمع محلی باللام از الفاظ عموم است و لام تعریف در جمع اکثر مفید استغراق
می باشد اما منشاء آن مخدوم ندانم معنی اجتماع از کدام پهلو می برارند و این تحقیق از عقل یا از نقل از
کجا می نگارند مفاد استغراق همان مفاد کل افرادی می باشد نه مفاد کل مجموعی تا این مطلب باین
دلیل مربوط می شد و ظاهر است که در کل افرادی حکم راجع بهر فرد جداگانه می باشد آری در کل مجموعی
حکم قضیه راجع بجانب مجموع میگردد و افراد را ازان سروکاری نمی بود و آنچه منشی جناب فهمیده اند محصلش
همین ارجاع حکم بجانب مجموع است ازین تا آن فرقی هست که بفرق زمین و آسمان تعبیرش توان
کرد با اینهمه حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم را حکم باید کرد و باید دید که چسان فیصله این نزاع

میکنند علاوه برین نصوص قطعیهٔ قرآن شریف وحدیث را که در بعض مواقع بر جمع محلی باللام مستعمل مینمایند
مثلاً ان الله لا یضیع اجر المحسنین چه جواب خواهند داد کدام است که نمیدانند که اینجا اجر مجموعه مراد نیست چه
یک محسن هم اگر بعالم باشد تاهم اضاعت اجر او نخواهد شد ونیز باید که بر طبق فهم منشی جناب اجر همه محسنین یکی
باشد وآن هم چند آنکه تعدد شخصی را دران گنجایش بود نه تعدد نوعی را اجمال چه عطا را بریکباره خواهد شد مثل
صلوات که تبعد دار منه واختلاف مکررسه کرده مطلوب می شود تبعد دار منه مختلف نخواهد شد همچنین در جاهد
الکفار والمنافقین لازم است که جهاد مجموعهٔ کفار ومنافقین مراد باشد اندرینصورت با حضرت رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم را باید گفت که ازینجهان بے ادای فرض تشریف بردند یا برخداوند احکم الحاکمین
نعوذ بالله غصه باید کرد که اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد که ادایش نتوانستند وعیب عدم امتثال
ازین جهان بردند نعوذ بالله من سوء الفهم وازین هم درگذشتیم اذان ثالث جمعه بشهادهٔ صحیحین سنه حضرت
عثمان ذی النورین است رضی الله عنه پیشتر از زمانهٔ اوشان فقط بآن دو اذان اعنی یکی اذان خطبه دویم
تکبیر بود پس از سنة الخلفاء در حدیث مذکور اگر سنت همه خلفاء بطور مذکور مراد باشد لازم آید که اذان مذکور داخل
بدعت شود چه نه سنت نبوی است نه سنت خلفاء بطور مذکور واین التزام بدعت اندرینصورت نه تنها
برحضرت عثمان خواهد بود بلکه جماعه صحابه رضوان الله علیهم اجمعین که دران زمان حاضر بودند مبتدع خواهند
شد ومیدانی که این همان گناه وهمان عیب است که رفاض وشیعه از دائرهٔ سنت وجماعه بدان بدر
رفتند وازینهم باید گذشت در آیه اولئک الذی هدی الله فبهدیهم اقتده ضمیر هم راجع بسوی الذین است
معنی این شد که روش آن کسانیکه ذکر اوشان کرده ایم باید گرفت غرض لفظ هم در قوة هدی الذین
شد ومعلوم است که مخاطب باین حکم جناب رسالت مآب صلی الله علیه وآله وسلم اند ومشار الیه بموصول
انبیاء مذکور الصدر که منجمله آن حضرت موسی علیه السلام وحضرت داود علیه السلام هستند وموافق
این خطاب واین ارشاد حضرت صلی الله علیه وآله وسلم در روزهٔ عاشوره اقتدا به حضرت موسی ع
کردند ودر سجدهٔ تلاوة سورهٔ ص اقتدا به حضرت داود علیه السلام کردند واگر سجده سورهٔ ص اقتدا به حضرت
داود علیه السلام نگویند وگویند که سجدهٔ حضرت داود علیه السلام بجهة استغفار وسجدهٔ حضرت سید ابرار
صلی الله علیه وآله وسلم جهة شکر پروردگار که مارا ازین قسم ابتلا محفوظ داشت در اقتدا حضرت موسی علیه السلام

در روزه عاشوره کلام نیست چنانچه لفظ حدیث نحن احق بموسی او کما قال بران گواهست گو بوجهه دیگر
از پیشتر هم این روزه معمول حضرت صلی الله علیه وآله وسلم باشد آری اگر اجتماع وجوه کثیره در یک عمل
محال بودی مضائقه نبود مگر مساعد این نه عقل است چنانچه دانی و نه نقل چنانچه انما لکل امر ما نوی
میخوانی و میدانی که از همین جا تضاعف ثواب حصلها از صدقه می برآید چنانچه ماهران حدیث می دانند
الغرض این قسم سنن فقط یک دو نبی است سبب جمله انبیاء هادی همه مرسلین مذکورین نیست اند
درینصورت در حدیث اقتدوا بالذین من بعدی که لفظ الذین واقع است همان عموم خواهد بخشید
که الذین واقع آیة مذکوره بخشیده فرق اگر هست فرق تثنیه و جمع است مگر این قسم فرق در تبدل
ماهیة مضامین و لوازم آن کارگر نمی توان شد پس چنانکه در آیة مسطوره سنت یک نبی قابل اتباع
برآید اینجا سنت یکے خلیفه از آن دو که درین حدیث مراد اند لایق اتباع و اقتدا خواهد بود بان اگر اینجا لفظ
اقتدا نبودی شاید مجادلانرا گنجایش زبان کشائی می بودی می توانستند گفتن که در اقتدا و اتباع مثلاً
فرق هست این است آنچه که بطور عجالة و نظر سرسری در استدلالات مجتهد جناب مفاسد بنظر این هیچدان
درآمده اکنون التماس اینست که نظر باین تعصب و تعمق که در اجتهاد مجتهد صاحب یافته نگاشته
ام از تحریر جواب اصل مسئله دست کشی اولی دانستم چه اگر چیزی می نویسیم لاجرم تنقیح و تصحیح آن و سنجیدن
به حوالهٔ همان صاحب میشد که باین راه رفته اند و شان اول بارکدام نا انصافی گذاشته اند که باین
بار کوتاهی خواهند فرمود **بیت** تو کار زمین را نکو ساختی * که با آسمان نیز پرداختی * و رنه در
اواخر رمضان شریف بتکلیف مولوی احمد حسن امروهی که یکی از احباب حقیر اند چیزی درین باره نوشته
بامروهه فرستاده بودم از و شان نقلش بهم رسانیده میفرستادم لیکن چه کنم که بنظر انصاف معذورم
دیگر آنکه آنچه که بلفظ مضامین شعریه بآن اشاره فرموده اند میخواهم که نقلش اگر ممکن باشد بمن ارزانی
فرمایند تا شاید چیزے زیر این پرده باشد باقی عرض دیگر این است که بندهٔ کمترین عاملان بالحدیث
را بشرط فهم بدنمی انکار و بلکه این را شعار ایمان می داند لیکن این چنین بد فهمان را که مضامین نا سلامی
ریختهٔ قلم او شان است هرگز عمل بالحدیث روا نمیدانند انچنین کسان منجمله یضل به کثیرا هستند والعاقل
تکفیه الاشارة الغرض راهی اختیار باید کرد که بر اکابر صحابه طعن نیفتد و دین برهم نشود و احادیث باهم و

قرآن شریف متعانق مانند اما طوریکه باختیار آن مطاعن بجانب صحابه عائد شوند واحادیث باہم متعارض شوند
وروش قرآنی مکذب آن شود ہرگز پسندیده خدا و رسول نیست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطرزی که ایجاد مجتہد
مذکور ست ہمچنین است چنانچه عرض کرده شد دیگر آنکه ہر که قصد عمل بالحدیث کند آنرا باین چنین اجتہادات
چه کار اگر اراده عمل بالحدیث باین معنی است که ہر چه در ظاہر احادیث یابند بران عمل کنند آن مقصد مقتضی
این است که رائے خود یکسو نہند و دلی عمل شوند ورنه رای وعقل پیشینیان بہر حال اولیٰ وافضل تر ہست
واگر قصد عمل بطور رای وعقل است پس اندرینصورت بر مجتہدان سابق ومقلدان اوشان چه طعن
والله الموفق لنا ولکم اگر حرفے نازیبا از قلم احقر صدور یافته آنرا از قبیل جزاء سیئة سیئة مثلها بلکه کمتر ازان بپندارند
چه مضامین نامهٔ سامی در پردهٔ استدلالات معلومه نه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گذاشته نه
صحابه کرام را رضوان اللہ علیہم اجمعین

مکتوب سوم حضرت مولانا رشید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم خانصاحب عبد الرحیم خان سلمہ بعد سلام مسنون آنکه نوازشنامه سید درباب تراویح
آنچه تحریر بود ظاہر و متبادر ازان چنین می شد که مقصود استفسار مسئله نیست بلکه اعلام والزام تحقیق خود
است لہذا در تحریر جواب تامل ماند آخر الامر چنان مناسب معلوم شد که اشارةً چند فقره عرض کنم از تسلیم وغیر
تسلیم کاری نیست لہذا در تحریر جواب دیر شد بر اہل علم پوشیده نیست که قیام رمضان وقیام لیل فی الواقع
یکسا نماز ست که در رمضان برای تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کرده شده وہنوز عزیمه در ادایش آخر
شب است و در قیام لیل فخر علیه السلام چنانکه یازده رکعت وکم ازان ثابت شده اند سیزده رکعت سوای
سنة فجر ہم در صحیحین موجود اند ده رکعت نفل از روایة ابن مسعود از قول ابن عباس فصلی رکعتین ثم
رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر نزد حنفیه ده رکعة نفل وسه وتر آنانکه
وتر را یکرکعة قرار دہند دوازده رکعة نفل ثابت اند و قضا آنجناب دوازده رکعت را در روز اگر به شب
تہجد فوت میشد ہم معین دوازده رکعة نفل است واین ہر دو صحاح موجود است باید دید پس می بایست
که محدثین زمان را در دوازده رکعة تردد نمی شد و سنیت آن یقین می بود نه قصر بر یازده مع الوتر و عند ما

صحابه بهم چنانکه یازده از سائب نقل می فرمایند از اعرج امام مالک رح در موطأ دوازده رکعت نقل روایت می فرمایند
چنانکه در مشکوٰة موجود است ندانم که چرا بر سامی مخفی ماند غلط کردم جناب را فعل صحابه بمقابله سنت حضرت
فخر عالم بزعم مخالفه حجت نیست و این نیز بر اہل علم واضح است که نفس قیام رمضان را آنجناب سنته فرموده
اند و تحدید عدد در رکعات آن نه فرموده که کمی و زیادة دران روا نباشد چنانکه در فرائض در روایت سنن است
ورنه اختلاف در ادای عدد آنها واقع نشدے لهذا هر قدر که زیادة در عدد رکعاتش بود موجب اجر است
نه باعث گناه و ابتداع و هیچ حدیث در منع آن وارد نیست بلکه حدیث علیک بکثرة السجود مطلقاً استحسان این
کثرت رکعات نوافل روز و شب می فرماید البته جائیکه شارع تحدید فرموده چنانکه در فرائض و سنن روایت
نقصان و زیادة دران روا نیست و معهذا اگر قبل آن یا بعد آن در محل نوافل کسی نوافل تنفلاً خواند
بدون اعتقاد سنیته آنها کسی است که او را منع فرماید و بدعة گوید پس همچنان در تهجد و قیام رمضان زیادة
رکعات را چه اندیشه خواهد شد و آنچه در عدد رکعات تهجد فخر عالم علیه السلام تحقیق است ازان روا است که فعل
آنجناب محقق گردد که چیست نه آنکه زائد ازان بدعة است صرح به النووی فی شرح المسلم برین قیاس است
سائر سنن که اصل آنرا شارع علیه السلام سنت فرموده و تحدید دران نفرموده مثلاً تسابیح رکوع و سجود
که دران زیادة از قدریکه آنجناب میگفتند بدعة هست و قرءة قرآن که زیادة از مقرر آنجناب است در فرض
و نفل بدعة نخواهد بود و علی هذا در همه این قسم امور ازین است که علماء قاطبة اگرچه سنته موکد همون قدر را گفته
اند که بران قدر چه سنته نزدشان صادق آید مگر زائد را دران بدعة ندانسته خصوصاً زیادتی که از صحابه ثابت شده
چنانچه روایات عدیده مختلفه سامی دیده باشند تعامل عشرین پس در زمان حضرت عمر رضی الله عنه بارشاد
و تقریر آنجناب معمول شد چنانکه در موطأ مالک رح مرویست و خدشه انقطاع بر محل خود نیست چراکه یزید بن
رومان تابعی ثقه اند و ارسال ثقه مقبول میباشد مالک و محدثین سلف را همین مذهب است اگرچه شافعی
واحد دران کلام کرده اند کتاب ابی داؤد بسوی اهل مکه و دیگر کتب اصول حدیث مطالعه نمایند معهذا حدیث
صحیح بیهقی که صاحب فتح روایة آن فرماید موئد است و مزیل شبه انقطاع و ترمذی در جامع خود از حضرت
عمر و علی و غیرهما من الصحابه روایت آن میکند پس اکنون در ثبوت عشرون از آنجناب رضی الله عنه
چه تردد ماند و این زیادة را مخالف سنته پنداشتن نهایت موجب تعجب است که هیچ اہل علم چنان نفرماید

چہ بالا نوشتہ ام کہ قیام لیل محدود نیستند ورنہ ہرگاہ بحدیث صحیح ثابت شد کہ فخر عالم علیہ السلام گاہی ماہ کامل
غیر رمضان صائم نبود و نہ ہیچ ماہ را از صوم خالی گذاشتہ اگر کسی تمام ماہ روزہ دارد تنفلاً مخالف سنتہ گردد
و گرفتار بدعۃ معاذ اللہ باید کہ حضرت عمرؓ و علیؓ و دیگر صحابہ و تابعین باعتراف ترمذی وغیرہ بسبب تقریر
زیادہ عدد رکعات اہل بدعۃ شوند استغفر اللہ و بسیار امور نفل از صلوۃ و صوم و زکوۃ و حج و ذکر و تسابیح
بدعۃ شوند تامل درکار است اہل علم را چنان فرمودن سخت نازیباست ما بین لفظ مخالف و موافق
و محدود و غیر محدود و بدعۃ و سنتہ امتیاز واجب است و چونکہ در حدیث علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین
ارشاد جناب رسالۃ علیہ الصلوۃ است کہ چنانکہ سنتہ مرا التزام کردن بر شما است سنتہ خلفاء را ہم التزام ضرور است
و مراد از سنتہ خلفاء امریست کہ از جناب صدور آن نشد و از خلفاء وقوع آن شدہ و آن ہرگز خلاف کلیات
شرع نمی خواہد بود بلکہ موافق سنتہ و مستنبط از آن لہذا این بست رکعت ہم مندوب و سنتہ شد ند و بدعۃ
گفتن آن سخت نازیبا کہ ہیچ عالمی چنین نگفتہ اری آنچہ خلاف است دران است کہ زیادہ بر آنقدر کہ آنجناب
علیہ الصلوۃ خواندہ اند آیا سنتہ موکدہ اند یا مستحب ازین بعد آنچہ درین حدیث افادہ فرمودہ اند بلکہ مراد از سنتہ
خلفاء سنتی است کہ عین سنتہ نبویہ باشد از عجائب روزگار است چرا کہ اگر مراد از عینیۃ آنست کہ بعینہ آن
فعل را آنجناب علیہ السلام عمل در آمد فرمودہ مسنون کردہ باشند پس می پرسم کہ درین صورت خاصہ تقریر
خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسی را از خلفاء بحال نشیب و فراز داشتہ یا نسخ و تبدیل آن میرسد تا بسنتی
کہ سنتہ خلفاء کرام وغیر آن را ترک کنیم و اگر مراد از عین آنست کہ مستنبط از سنتہ بود یا نظیرش در سنتہ موجود
باشد و موافق کلیہ شرعیہ بود مثل جمع قرآن شریف و ترتیب سور آن مثلاً لاریب این امر مسلم صحیح است
مگر این زیادہ رکعات را ندانم کہ بچہ وجہ مخالف سنتہ قرار دادہ خواہد شد و آنچہ از اصول قاعدہ اعادہ معرفہ
تحریر است در تلویح این بحث را باید دید کہ این قاعدہ کلیہ نیست و خلاف این بسیار موجود است این قاعدہ
آنجا بود کہ قرینہ خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنتہ الخلفاء بر لفظ سنتی مغایرۃ را می خواہد و مقصود
جناب رسالت علیہ السلام ازین التزام سنتہ الخلفاء خود است مر امتہ را مثل سنتہ خویش چنانچہ در حدیث
دیگر فرمودہ فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر بلکہ در حدیثی باقتدائی جملہ صحابہ فرمود اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اہتدیتم و ہچنان آنچہ لام استغراق فہمیدہ اند نہ اینمعنی است کہ آنچہ سنتہ مجموعہ خلفاء باشد

بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید وامریکه یک دو خلیفه مثلاً کرده باشند ترک کنید درین صورت آنچه باقتدای
شیخین حکم است ناتمام خواهد شد که دو خلیفه را دران ذکر فرمودند همه را و حدیث نجوم مخالف آن خواهد شد
و ترتیب مصحف عثمانی بدعة خواهد شد چه خلیفهٔ اول جمع آن کرده بودند نه ترتیب آن و مسئله عول و تحدید حد شراب
و دیگر امور که در زمان حضرت عمر قرار یافته اند همه خلاف سنة خواهند شد معاذ الله بلکه مراد آن است که سنة همه
خلفا را التزام سازند چنان نکنید که سنة بعض آنها گیرید و بعض آنها نگیرید قال الله تعالی یا ایها النبی جاهد
الکفار والمنافقین که معنی بر آن انست که با جمیع کفار و منافقین جهاد باید پس حسب فهم سامی باید آنجناب
امر الٰهی نکرده باشند که با تمام کفار عالم جهاد آنجناب واقع نشده و چه ضرورت است که در حدیث لام لام استغراق
باشد میگوییم که لام آن لام عهد خارجی است که خلفا خمسه معهوده را مراد داشته فرموده اند که طریقهٔ ایشانرا
قبول کنید و هیئة اجتماعیه از حدیث فهمیدن همانا که محاوره کلامیه ندانستن است پس بهرحال آنچه در ترجمه
حدیث نوشته اند هر دو تقریر برمحل خود نیستند زیاده چه عرض کرده آید و در بعض دیگر جا هم در صحیفهٔ سامی
محل کلام است مگر بندهٔ را اصل مسئله کار است و از تقریر زائد غرض نیست اکنون که بست رکعت تراویح
از فعل خلفا ثابت شده اند عمل بران موجب سعادت است و بدعة فهمیدنش محض بیجا البته زائد از هشت
رکعة را بعض مستحب دانسته اند و بعض موکده گفته اند این مسئله خلافیه قدمار است که مارا درین گفتگو ضرور
نیست والله تعالی اعلم فقط **سوال اول** هرگاه در تعریف سنة مواظبت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم
مع الترک احیاناً ماخوذ است وانیهم ظاهر است که بر تراویح مواظبت کذائی ثابت نیست پس بر سنیة
آن از کدام دلیل اطمینان کرده شود و آنقدر که بران مواظبت ثابت است همان هشت رکعات تهجد
هستند لاغیر پس باید که همین قدر سنة باشد و زیادت بران روا نباشد فقط **سوال دوم** اینکه این
دوازده رکعات که بر هشت رکعات سنت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم افزوده شدند آیا در تاکد بهمان
مرتبه هستند که آن هشت رکعات را حاصل است یا ازان مرتبه فروتر فقط **جواب سوال اول**
اینکه هرچه صحابه رضوان الله علیهم اجمعین بران مواظبت فرموده باشند سنت موکده می باشد لقوله
علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین نعم تاکدیکه در مواظبت رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم هر چیزے پیدا شد در مواظبت اصحاب کرام نیست چراکه مراتب سنت موکده در تاکد متفاوت

باشد قال رد المحتار ناقلا عن شرح المنیة قال فلا ترتب لاستحباب سنة وتقاوته كمراتب السنة انتهی ونحو حدیث علیکم بسنتی الخ ناظر بدین است چراکه رعایات تقدم وتاخر در کلام بلغا ربلا وجه نباشد خصوصا کلام با انتظام سرور انبیا تاج الفصحا والبلغا پس تقدم سنتی وتاخر سنت الخلفا مع اشارات دقیقه دیگر کمال اکداول از ثانی می خواهد چنانچه از آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله خود رسول صلی الله علیه وآله وسلم استخراج فرموده اند ارشاد کرد که بدایة می کنم بدانکه بدایة کرد حق تعالی باو در ذکر کما هو فی الحدیث پس اینجا تقدم زمانی است وآنجا تقدم فی المرتبة بهر حال از تقدم ذکر تقدم رتبه مستفاد میشود واما مواظبت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بخیری بطور فرض اگر از خصوصیات نیست برامته هم فرضیه رامی خواهد واگر از خصوصیات بحیه باشد لیکن امته ازان ممنوع نباشد پس این مواظبت سنیة رانمیخواهد بلکه استحباب مقتضای اوست چنانچه تهجد که نزد بعض بران حضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرض بود وامته را مستحب مگر چون دلیل دیگر بر تاکد این فعل برامته پیدا آید البته آنگاه سنته خواهد شد مثل تراویح که هر چند نزد همون قائل فرضیه تهجد بر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم تراویح نفس تهجد است علی التحقیق مگر چونکه برین تهجد مشخص باین هیئته کذائیه مواظبت صحابه پیدا آمد بدلیل قولی تاکد پیدا کرد وهو قوله علیه السلام علیکم بسنتی الخ واگر نیک دیده آید مواظبت فعلی حکمی هم بر تراویح از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هم توان دید چراکه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم چند روز خوانده عذر ترک آن فرمود که مبادا برامته واجب شود ودر حرج افتند همانا که فعل اورا گاه گاه وترک اورا بعد مواظبت حکمی دارند قال رد المحتار والمراد ایضا المواظبة ولو حکما لتداخل التراویح فانه صلی الله علیه وسلم بین العذر فی التخلف عنها قاله الطحطاوی عن ابی مسعود انتهی ولیس حد محررة سائل برجمعیت خود اندو برای کسیکه فرضیه تهجد را بر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم منسوخ گوید چنانچه قول حضرت عائشه رضی است رواه مسلم فی سننه پس مواظبت تهجد دلیل سنت موکده خواهد بود ودلائل قولیه ناظر استحباب مگر تهجد رمضان که تراویح است بدلیل قولی سنت موکده خواهد ماند والله اعلم **جواب**

سوال دویم آنکه بست رکعت تراویح در زمان خیریت نشان حضرت عمر رضی الله عنه قرار یافته اول یازده رکعت معه وتر خوانده شد پس در آخر امر بر بست وسه معه وتر قرار یافت رواه مالک فی الموطا بسند صحیح وآنچه سنت خلفا باشد تاکد آن از جواب اول واضح شد باقی ماند اینکه همه موکده باشند

یا بعض پس صاحب ہدایہ وغیرہ برانند کہ ہمہ موکدہ اند وقدوری گفتہ کہ بعض آنچہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ثبوت یافتہ موکدہ باشند وآنچہ زیادہ بران در زمان عمر رضی اللہ عنہ قرار یافتہ مستحب بود ابن ہمام ہم بہمین میل
دارد ہر چند ابن ہمام را علماء جواب دادہ اند مگر از تقریر بندہ جمع ہر دو قول توان کرد کہ مراد قدوری از استحباب
مزید کمی تاکد نسبت بہ ہشت رکعت ومراد ہدایہ تسویہ در نفس تاکد است نہ قدر آن چراکہ تاکد کلی مشکک است
وحدیث علیکم بسنتی الخ دلیلی است بس کہ بعد آن حاجت نقل دیگر نیست وبعد ثبوت روایۃ موطا کہ اصح
الکتب فی الحدیث در طبقہ اولی است وہم پلہ بخاری حاجۃ کتب نیست ہمین معمول خواہد بود ومذہب مالک
رحمۃ اللہ علیہ ہم ہمین باشد مگر تاہم آنچہ کہ زیادہ رکعات از دیگر ائمہ آمدہ اند موجہ توان شد کہ مثلا بعد ہر ترویحہ
اہل مدینہ چار رکعت میخواندند بست رکعت فرادی زائد شدند وجملہ چہل شدند وانہا را ہم مجازاً در تراویح
شمردند واہل مکہ بعد ہر ترویحہ اسبوع طواف کردند ودو رکعت طواف خواندند دہ رکعت فرادی مزید شد
سی رکعت را مجازاً تراویح شمردند وبعد بست رکعت قبل وتر بعض گاہ کہ اربع رکعات را ترک کردہ در دعوات
مشغول ماندند شانزدہ رکعۃ مزید شد سی وشش گردیدند ویک اسبوع را قبل وتر اگر کم کردند دو رکعت کم شد
بست ہشت شدند وبست رکعت خود امری است مثبت ومحقق از فعل صحابہ ویازدہ از فعل سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اکد از بست است الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ در آخر زمان عمر رضی اللہ
عنہ ثابت شدہ پس سنت باشد وکسی کہ از سنیۃ آن انکار دارد خطاست واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی۔

مکتوب چہارم بنام مولوی صدیق صاحب در فضیلت علم

بندۂ ہیچمدان محمد قاسم بخدمت بابرکت وسراپا عنایت مولوی محمد صدیق صاحب زادکم اللہ علماً وکمالاً
پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ سرمایۂ منت وموجب یادآوریہا شد شکر عنایت
احباب نتوانم وطرز مکافات محبت ندانم این یک دعا نارسا است کہ تہیدستان دین ودنیا را سوای
آن سرمایہ دگر نیست اگر بدرگاہ بی نیازی میرسید در نعیم نہ بود مگر تاہم از خود دریغ نیست خداوند کریم بمقام
دلی برساند مگر دنیا را اگر بنیم پیش عاقلان متاع قلیل است روبسوی او چہ کنند باقی ماند این رکن اعظم

ـدیث وتفسیر بود آنرا در راه گذاشته بوطن رفتن آن کدام ضرورت باشد که خوبیش از خوبی این دولت بے
ـها چنین زیاده بنظر آمد که یکبار افتان خیزان رفتند عنایت فرماے غم ورنج دنیا ہمیشہ ہمین سامی آیند
ـمیر و ندکار عقل آن است که مقصود را از دست ندہد جوہر ذاتی و وراثت نبوی را گذاشتن وقلیل را از
ـتاع قلیل گرفتن کار خردمندان نیست سرمایه استحقاق خلافت حضرت آدم علیه السلام ہمین وفور
علم بود ورنه در معصومیت ملائکه و فساد بنی آدم کلام نبود مصلحت دیدمن آن است که اگر علم را شروع کرده
اند نا تمام نگذارند در شش ماه یا یکسال کتب باقیه ہم انشاء الله تعالی تمام خواہند شد اگر این اضطراب
و تلون بود در اول امر کدام کس خبر کرده بود که شروع کردند گستاخی معاف باد ہمه یاد آوران خصوصاً
برادران و میرزایان و مولوی عبد الرشید صاحب و مولوی تمنا صاحب و اگر جناب حافظ صاحب ہم
تشریف فرمای مرادآباد باشند یا اتفاق حاضری خدمت جناب مفتی صاحب شود از من سلام
عرض دارند

مکتوب پنجم در جواب سوال حافظ بشیر الدّین صاحب مرادآبادی

سوال زید نے بحالت لاعلمی ملک عمرو کی رہن رکھی اور قبضہ اوسپر کرلیا منافع اوسکا اپنی صرف
مین لاتا ہی ہنوز میعاد رہن کی منقضی نہین ہوئی تھی کہ بعض اشخاص نے کہا منافع رہن کا حکم سود
مین ہی۔ زید اس امر کی تحقیق چاہتا ہی کہ فی الحقیقت یہ منافع رہن حکم مین سود کے ہی یا نہین در صورت
سود ہونیکی زید جو منافع بہ نیت زر اصل اپنی کی خرچ مین لایا ہی اوسکو بروقت فک رہن کے عمرو کو
وضع کردینا ضرور ہی یا نہین مثلاً پانسو روپیہ عوض رہن ہی زید سو روپیہ اپنی صرف مین لایا تو چارسو
روپیہ بروقت فک رہن کے عمرو سے لیلوے اور سو روپیہ منافع کے اوسکو وضع کردیوی اگر زید زر منافع
بروقت فک رہن عمرو کو ادا کرے اور عمرو قبل اپنی منافع کے معاف کردیوی یا بعد لینے کے زید کو دیدیوے
جائز ہی یا نہین شرعاً ایسا ہو کہ زید کل روپیہ اپنا عمرو سے لیلیوی اور تمام زر منافع رہن زید کو جائز ہوجاوے
غرضکہ زید کو کسی طرح برأت گناہ سے ہوسکتی ہی لہذا مکلف خدمت عالی ہون کہ اس مسئلہ مین جو بحکم
شرع شریف کا ہو ارشاد فرمائے اگر مرتہن زر منافع بوقت رہن رکھدینے کے بعوض محنت اور خبرگیری

ملک مرہونہ کے راہن کو بخشدی جیسا کہ عبارت معمولی رہننامہ مین ہوتی ہی جواب سراپا
عنایت حافظ بشیر الدین صاحب - السلام علیکم رہن کی آمدنی جو زمانہ حال مین کہائی جاتی
ہی از قسم سود ہی ہرگز حلال نہین اور اس قسم کے الفاظ لکہدینے سے کہ مینے حلال کیا اور
بخوشی دیا یہ آمدنی حلال نہین ہوجاتی بخوشی دینے کے لئے ایک مرتہن ہی ملے تہا اور کوئی
جہان مین مستحق ہی نہ تہا بلکہ سب جانتے ہین کہ یہ دینی دلانیکے تحریرین فقط بغرض قرض
اور بطمع کا برابری ہوتی ہین خداتعالی ان حیلون کو خوب سمجہتا ہی وہ دل اور تہ دل کی
باتون کو جانتا ہی غرض ان حیلون سے تو توقع حلت دوراز فہم وعقل ہی ہاں اگر آمدنی اشیاء مرہونہ
کو پورا پورا مجرا دی اور قرض مین محسوب کرے تو البتہ وہ کہایا ہوا حلال ہوجاتا ہی مگر اس صورت
مین بقدر قرض پہونچ جانے کے بعد راہن بری الذمہ ہوجائیگا اور مرتہن کو شی مرہون سے
کچہہ علاقہ نرہیگا - فقط جن جن صاحبونکا سلام لکہا تہا میری طرف سے اونکو بہی اور سوا
اونکے اور ملنے والونکو بہی بشرط یاد میرا سلام کہدینا فقط العبد محمد قاسم -

مکتوب ششم بنام مرزا عبد القادر بیگ صاحب مرادآبادی

جناب مرزا صاحب السلام علیکم کل چوتہی رمضان شریف کو مولوی فخر الحسن صاحب نے
آپ کا عنایت نامہ عنایت کیا اور آپ کے نکاح ثانی کا قصہ زبانی بہی بیان فرمایا جزاک اللہ آپکو
نکاح جو بیوہ چچی قرابتی اپنی کے ساتہہ بنظر احیا رسنتہ واقع ہوا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب کو
سفر حج مبارک ہو مرزا صاحب اپنا منصب تو یہ تہا کہ جناب پیر ومرشد مدظلہ کی خدمت مین
سفارش نامہ لکہون سفارش کے لئے کچہہ تو مناسبت ہونی چاہیئے اپنا حال اگر اور کوئی نہین
جانتا تو مین خود تو جانتا ہون پر جہان اور امور خلاف منصب اپنی سر پر لئے بیٹہا ہون آپکی خاطر
سے ایک یہ بہی عریضہ حضرت کے نام کا بہیجتا ہی مرزا صاحب اتنا کرین کہ جہان اورون کو یاد
رکہین اس سراپا گناہ کو بہی دعا سے فراموش نہ فرمائین اور حضرت مدظلہ کی خدمت مین دو
کلمۂ الخیر کہکر برابر سرا ہو جائین مرزا محمد نبی بیگ صاحب برادرون کے والد صاحب کی خدمت مین

سلام عرض کردینا اور جناب حافظ عبدالعزیز صاحب سلمہ اللہ سے اگر نیاز حاصل ہو تو میرا سلام یاد رکھنا
سوا انکے مولوی سید عبدالرشید صاحب اور مولوی تمنا صاحب اور مولوی محی الدین خان صاحب
اور مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب وغیرہم سے بھی یاد رہے تو سلام عرض کردینا اور مرزا حمایت علے
بیگ صاحب سے بعد سلام مسنون مضمون مرقوم بالا گذارش کردینا فقط راقم محمد قاسم

مکتوب ہفتم بنام مرزا محمد عالم بیگ صاحب در باب عمل کشایش رزق وادای دین

سراپا عنایت سلامت السلام علیکم - آج گیارہوین رمضان کو آپکا عنایت نامہ پہونچا عبادۃ
مین دل نہ لگنا کسی خطا کی سزا ہی استغفار اور لاحول کی کثرت چاہیئے باقی قرض کے اداکے لئے
کسی عامل سے پوچھئے مجکو عملیات مین دخل نہین اگر ہو سکے تو جناب مولوی اکبر علی خانصاحب
کی خدمت مین حاضر ہوکر حال عرض کرو اداے قرض کے لئے جو کچھ فرمائین اوسکی تعمیل کرو
اور کشایش رزق کے لئے جو کچھ ارشاد فرمائین اوسکو یاد رکھو ہان اس سے پہلے پہلے حَسْبِیَ اللّٰہُ
وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پانچ
پانچ سو بار پڑھ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیا کرو اور پڑھتے وقت
یہ دہیان رکھا کرو کہ مین اپنے اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہون اور دل و زبان دونون سے
عرض مطلب کر رہا ہون - مرزا قادر بیگ صاحب مرزا محمد نبی بیگ صاحب کو یاد رہے تو سلام
کہدینا اور سوائے انکے اور کوئی احباب مین سے ملجائے اور یاد آجائے تو ان کو بھی فقط ✦ ✦

مکتوب ہشتم در باب علاج ہوس دنیا

سراپا عنایت مرزا محمد عالم بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم آج پندرہوین تاریخ جمعہ کے
دن تمہارا خط پہونچا کیفیت حال معلوم ہوئی مین پچھلے دنون اثنا سفر مین بیمار ہو گیا تھا
اوس مرض سے شفا تو اثنا راہ ہی مین ہو گئی تھی مگر جیسے کسی نہ کسی قسم کی خلش چلی جاتی ہے

اسی مین کھانسی کی شدت ہوگئی دو تین مہینے اُسکی تکلیف رہی اب بفضلہ تعالی اوسکو بھی آرام ہی یون ہی براے نام باقی ہو انشاء اللہ تعالی وہ بھی رفع ہوجائیگی غرض اب مین اچھا ہون باقی کمی ہوس دنیا کے لئے یادگاری موت سے بہتر کچھ نہین ہوسکی تو ہر روز گھڑی آدھ گھڑی موت کے تصور مین گذار دیا کرو اور اوسوقت اس قسم کا خیال رکھا کرو۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جسقدر انبیاء ہوئے وہ سب مرگئے جسقدر بادشاہ اس زمانہ سے پہلے ہوئے وہ سب مرگئے بزور دین کوئی چھوڑتا تو انبیا چھوڑتے اور بزور دنیا کوئی بچتا تو بادشاہ بچتے مین نہ الی الذی نہ اولا الذی نہ زور دین نہ زور دنیا مین بچون تو کیونکر بچون پھر اسکے ساتھ قیامت کے حساب و کتاب اور عذاب و ثواب کو سوچا کرو فقط

مکتوب نہم بنام مولوی میر محمد صادق صاحب مدراسی درباب تحقیق حکم جمعہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا خاتم النبیین محمد و آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین بعد حمد و صلوۃ بندۂ کمترین ہیچمدان بے سروسامان محمد قاسم بخدمت سراپا عنایت مکرمی مولوی میر محمد صادق صاحب دام عنایتہ پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ ملفوف باستفتای رسید کہ حضرت مجمع البحرین شریعت و طریقت مخدوم و متاع خاص و عام جناب مخدومنا و مولنا سید عبد السلام صاحب دام برکاتہ صدور یافتہ بود ممنون و مشکور شدم مقتضاے عنایت سامی آن بود کہ توقف نمی کردم دو وقتیکہ عنایت نامہ ذریعۂ ممنونیہاے احقر شدہ بود دہانم دستم بہ قلم و کاغذ میرسید مگر بالاے کاہلی طبع و از عوایق گوناگون ہیچمدانی و بے سروسامانی سامان این تقصیر و سرمایۂ این تاخیر شد میدانی و ہمہ می دانند نہ سفینہ بہ گنجینہ آوردہ ام و نہ مکتوبات سفینہ السینہ سپردہ باین ہیچمدانی و این بے سروسامانی نہ جرأت ہیچو کارہا بدل آید و نہ دل بدست کار فرماید و ذخیرہ ام ہمین خیالات پراگندۂ من اند کہ یکی را اگر بدل می نشینند دیگران آنرا از جملہ مضامین شعر می بینند مگر بندہ گندہ را بحضرت ممدوح نہ تنہا نیاز سابق است اعتقاد لاحق ہم بدل فراہم آوردہ ام اگر بامتثال ایما خدام ہیچو مخدومان سر فرو نیارم باز آن کدام است کہ انتظار ارشاد او خواہم کشید باین وجہ

امروز همین مصمم شد که من کار خود بکنم اگر پسند خاطر خدام والا مقام افتاد فهو المراد ورنه کالای زبون بریش
خاوند نامه سیاه خود را باز خواهم گرفت اکنون یکدو سخنے پیشتر از عرض مقصود عرض میکنم اول اینکه در عرف
عام هر قوم و هر زبان بسا ست که خطاب بالقاب عامه کنند و مخاطب خاص باشد اکثر آنرا بالقاب هیچ مولوی
صاحب و شاه صاحب و شیخ صاحب و میرزا صاحب و منشی صاحب ندا کنند و منادی از یک شخص بیش نباشد
همچنین در اصطلاحات شرع شریف قرآن و حدیث نیز در مواقع کثیره این طرز اختیار افتاده میفرمایند که
واقیموا الصلوة وآتوا الزکوة ارشاد بخطاب عام است و مخاطب این حکم جز اغنیا نمی توانند شد رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم را بخطاب هیچو یا ایها النبی یا ایها الرسول یاد میفرمایند و ظاهر است که این لقب چه
قدر از حضرت مخاطب صلی الله علیه وآله وسلم عام است بالجمله این انداز دور از انداز او از مطلب طرز کلام نیست
بلکه در هر زبان معمول بهر خاص و عام است دوم اینکه اگر فرض کنیم دو کس یا زیاده از قومی سادات
یا شیوخ مثلاً نشسته باشند و یکی از آنها کور یا کر باشد و کسی دیگر از حاضران وقت با وجود اطلاع کیفیت چشم
و گوش او شان بخطاب عام مثل میر صاحب و شیخ صاحب آواز داده اگر گوید ببین یا بشنو این حکم دیدن
و شنیدن تعین و تشخیص مخاطب می فرماید هر که از حاضران عقل داشته باشد بے تامل بفهمد که مراد این کس
است نه آن همچنین مخاطب بیقین داند که مسقط اشاره متکلم منم نه دیگران سوم اینکه اگر جناب باری و
رسول پاک او صلی الله علیه وآله وسلم حکمے را بشروط مربوط فرمودند ارتباط آن حکم با آن شرط از قسم ارتباط
توقف باشد که فیما بین موقوف و موقوف علیه باشد و بدین سبب حدیرا نمیرسد که اگر حکمتے که غرض از
ارتباط بود مقصود شود یا بدون آن شرط هم آن حکمت حاصل توان شد آن شرط را لغو گردانند و آن حکم را بشرط
مربوط نداانند و بران شرط موقوف نه پندارد مثلاً منجمله شرائط جمعه جماعت هم است و حکمت از اشتراط جماعت بجز
این چه توان گفت که از استماع و استماع مواعظ اعنی خطبه مقصود است اگر جماعت شرط نکنند باشد که مردم فراهم
نیایند پس تنها واعظ یعنی خطیب اگر وعظ گوید مستمع که باشد مگر پیدا است که استماع بمجرد فراهمی مردم میتوان شد
توقف صحت نماز جمعه بر جماعت از چه رواست اگر فراهم آیند و تنها تنها نماز خود بگذارند و بروند یا بجای دیگر رفته نماز
جماعت ادا کنند مقصود اصلی بهم رسد مگر کسی را ندانم که بجوا نااین صورت فتوی نویسد پس ازین مقدمات معروض
معروض خدمت خدام باد که آیه یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع

هر چند بوجه عوام خطاب متیسر بآن است که همه کس را این حکم عام است مسافر باشد یا مقیم صحیح باشد یا مریض غلام
باشد یا آزاد طفل باشد یا جوان زن باشد یا مرد مگر چون نظر بآیة او امر سیاق یعنی فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع
رسانند خود واضح شود که بجز مردان آزاد و توانایان مقیم و جوانان خود مختار هیچکس از اهل اسلام مخاطب این احکام نیست
تفصیل این اجمال اینست که سعی اگر مطلوب توان شد از مردان و توانایان توان شد از بیماران و زنان حال بیماران
خود معلوم است ناتوانان کار توانائی چه دانند باقی ماندند زنان در حق اوشان هیچو لا یضربن بارجلهن ارشاد
رفته انیطرف زنان را چه تاکیدات بلیغه بهر خانه نشینی مثل قرن فی بیوتکن وغیره ارشاد فرموده اند و ظاهر است که در سعی
بالضرور احتمال انکشاف محل زینت است مودا در وی کوچه و برزن بیشک مقتضی آنست که وقتی نقاب از رخ
و جامه از ستر بیاسته برافتد همچنین خطاب وذروا البیع مقتضی آنست که مخاطبان را اختیار بیع و شرا حاصل است
ورنه وذروا البیع فرمودن چه معنی دارد و ظاهر است که نه غلام مرد این کار است و نه طفل نابالغ را این اختیار شاید
همین است که ارشاد فرموده الجمعة حق واجب علی کل مسلم جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض رواه
ابو داؤد فی باب الجمعة للمملوک والمرأة باز چون کیفیت اذان جمعه را که در زمان نبوی بود صلی الله علیه وآله وسلم گر یاد
کنیم این عقده هم منحل نشود که مسافر از این تخفیف تصدیع است شرح این معما این است که در زمانه برکت توام
حضرت نبی صلی الله علیه وآله وسلم اذان جمعه همان وقت گفته می شد که امام بر منبر آمده نشیند نظر برین ترک بیع
و شرا داده اوی بغرض استماع وعظ امام یعنی خطبه باشد چنانکه لفظ الی ذکر الله خود دلیل دعوی است آخر مراد از
ذکر اینجا همان وعظ خطبه اند که کار امام و خطیب باشد و چون فضائل استماع خطبه کراهت شور و شغب را که مانع
از استماع باشد یاد کنیم این امر دیگر موجه می شود که مطلوب اصلی از روز جمعه اجتماع بهر استماع وعظ و خطبه باشد و همین
است که فاستمعوا نفرمودند بلکه فاسعوا فرمودند تا اشاره شناسان خداوندی را بدل نشیند که غرض اصلی استماع
است که اگر گاهی نازنین را آهسته خواهند رو باشد که از برکات خطبه محروم مانند و شاید همین است که حضرت
عثمان رضی الله عنه اذانی دیگر قبل از اذان خطبه افزودند تا باشد که در رسیدن سامعان دیر شود و خطبه بیکار
رود غرض بوجه غرض مذکور با وجود مقرر بودن یک اذان که به هر نماز مقرر است اذانی دیگر پیشتر از اذان خطبه
افزوده شد تا مطلب اصلی بوجه احسن بدست آید لیکن از انجا که در حدیث ارشاد است عن عوف بن مالک قال
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقص الا امیر او مامور او مختال رواه ابو داؤد من باب فی القصص

من کتاب العلم و مراد از قصص در حدیث ہمین وعظ است چنانکه دانندگان دانند جائیکه وعظ فرض ضروری خواہد بود
انہم ضرور خواہد بود که آن واعظ خود امیر باشد یا مامور یعنی نائب او باشد ورنه در زمرۂ محتال داخل خواہد شد که ایشان
بمنع وعظ گوئی میکنند و نیز ظاہر است وعظ جمعه یعنی خطبه که موسوم بذکر الله شد اگر جمعه فرض است فرضیت این وعظ
به اول درجه بیکحساب باید داشت و در صحرا و دریا و مسافران را میسر آمدن این قسم وعظ معلوم پس چگونه توان
گفت که مسافران محکوم این حکم اند مگر آن که سفر را یکسالخت حرام گردانند و سوای این اسفار که در آن مظنه بهم رسی اینچنین
واعظ باشد قطعاً حرام گردانند لیکن اینچنین فتوی نه کس داده نتوان داد نظر برین این نتوان گفت که مسافر را
ازین حکم یکسو نهاده اند دانکه باشاره حدیث اول وجوب جمعه بظاہر بنظر ظاہر می آید آن را چنان فهمند بظاہر در عموم
یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة ہم مسافر داخل مینمود چنانچه ارشاد معروضه مخصص مسافر وغیره از آیه است
ہمچنین اشارۂ لفظ جماعت که در حدیث مذکور وارد است مخصص از حدیث است بیچاره مسافر را جماعت از کجا بدست آید
یا سفر را تنها در حق او حرام گردانند یا جمعه را برو واجب ندانند مگر سفر را تنها باشد یا نباشد در حق کسی حرام نتوان گفت
چار ناچار اقرار بعدم وجوب واجب خواہد شد دانکه مثل الواحد شیطان ہم در حدیث آمده در اول اسلام بود و اگر ہنوز
این نمی برحال خود باقیست الاثنان شیطانان فتهما جماعة مشیر بآنست که اگر دو کس ہم باشند ... نیست ممنوع
مگر درین صورت نه شرط جماعت بطور حنفیه بدست آید نه بطور شافعیان بدست افتد بلکه از لفظ الذین امنوا باز لفظ
فاسعوا و ذروا با انضمام آنکه کمترین مصادیق جموع حسب وضع لغت سه فرد اند برین امر دلالت دارد که کم از کم سوای
امام سه کس می باید چه مخاطب یا ایها الذین ہمان سامعان اند که دوید و وعظ امام خواہند شنید نه آنکه امام ہم داخل
جماعت شان است زیرا که ندا و صلوة حسب قرارداد سابق وقتی می بود که امام جلوه بر منبر میکرد نظر برین این حکم
مخصص سامعان خطبه باشد امام را باین حکم سروکاری نیست الغرض ضرورت امیر یا مامور و ہم ضرورت جماعت
مسافر را ہم از آیه و حدیث یکسا طرف افگند وجه اشتراط امیر یا نائب امیر ہم بوجه ضرورت خطبه که از لفظ فاسعوا الی
ذکر الله ہویداست با انضمام حدیث لا تقص موجه شد باقی ماند فقط شرط مصر اگر غور کنند ہمین ضرورت امیر و مامور
وست در کمر آن دارد چه مصری نباشد که حاکمی در ان نبود خود بادشاه وقت اگر نباشد نائب او بالضرور خواہد بود
و فرق فیما بین امصار و قری و شہرہا و دیہات نه آنچنانست که محتاج بیان باشد و در ہر ولایت شہرہا و دیہات
می باشند و ہر کس بمجرد استماع این الفاظ معانی این الفاظ می شناسند و بمجرد مشاہده شہرہا از دیه تمیز میکنند

قابل بیان اگر بود همین بود که شهری خالی از حکام نماند خود سلطان باشد یا نائب سلطان باشد و در دیهای و بیدا نها
صحرا خواه مخواه رونق افروزی سلاطین ضروری است و نه نصایح گستری نوابشان واجب نظر برین صحرا و دیه را به
یکسو گذاشتن و کارگذاری سرکاری بذمهٔ اهل شهر نهادند و ازین تقریر انهم هویدا شد که جواز جمعه بسبب کس مخل اشتراط
مصر نیست ضرورت مصر بوجه دیگر است بغرض فراهمی مجمع کثیر نیست آری بالای ضرورت مشار الیها این شرط
این فائده هم در آغوش دارد که وعظ در شهر خالی از مجمع کثیره کمتر باشد و با اینهمه مردم شهر اکثر ارباب فهم باشند قابلیت
تعلیم چند انکه او شان دارد اهل دیه ندارند و در مجامع کثیر اگر همه تسلیم نمی کنند باری ازین هم چه کم که بدو کس را وعظ
واعظ در گیرد و باز وعظ و پند صحبت اش دیگران را براه حق کشد اکنون معروضی دیگر بخدمت خدام عرضی میکنم فهم
این اشارات از کلام ربانی چون همه مردم را میسر نیست و احادیث مصرحه این معنی بحد تواتر نرسیده اند افهام علما ر
مختلف شدند و عوام را گنجایش امید مغفرت بر تهاون در صورت وجوب نزدیکی و عدم وجوب نزدیکی بهم رسید و رفته
رفته کاهلی نوبت تا بآن رسید که متعصبان حنفیه عمداً ترک و تهاون جمعه آغاز کردن و این ندانستند که اندرین صورت
بفحوای المتقی من یتقی الشبهات درینچنین نه تنها جمعه ضروری ست بلکه فرض ظهر هم واجب گردید یعنی این مسلم ست
که درینچنین صور قطعیه فرضیه باین معنی که اگر شرطی از شرط مذکوره فوت شده تاهم ادای جمعه همچو نمازهای پنجگانه فرض
و منکران کافر قایل اعتماد نیست مگر ارشاد دع ما یریبک الی ما لا یریبک قانونی اگر بهر مواقع شک تجویز فرموده و آن
اینکه اگر در فرضیت احد الامرین بلا تعیین یقین کامل حاصل باشد و به نسبت یگان یگان یقین کامل نبود
بلکه ظن یا شک باشد هر دو را ادا باید کرد و باداى یک امر فارغ نتوان نشست و این بدان ماند که مردی متدین
یک روپیه یا کم و بیش مثلاً قرض دیگرے بذمهٔ خود داشته باشد و پس از زمانه دراز در شک افتد که ادا کرده ام یا نی
یا از اول امر بودن قرض و نبودن آن مشکوک بود و صاحب دین حلیم است و امتحانش میکند که نمیدهد یا
نمید هد اندرینصورت اقتضای دینداری همین است که ادا کند و اگر در مقدار قرض شک است یکروپیه است یا دو
روپیه می باید که هر دو روپیه ادا بکند اگر صاحب حق تالع حق است در صورت بقا حق خویش بقدر حق خویش خواهد
گرفت باقی را با و حواله خواهد فرمود چون درینجا هم همین صورت بوقوع آید می باید که اهل اسلام هر دو را ادا کنند
حق تعالی حق خود را قبول خواهد فرمود و باقی را عوض واپس خواهد داد یعنی هر چه که فرض نبود آنرا بحساب
نوافل خواهد گرفت و از انجا که اعطار ثواب حسب قرار داد کرم بر نوافل واجب است به ثواب مکافات جا

بان خواہد فرمود اما فرائض حقوق سرکاری اند عوض آنہا بمقتضار طلب ضروری نیست بلکہ آنرا ہمچو باقی سرکارے بازار
بپنداشت چنانکہ باقی سرکاری ہمچو قرض رعایا واجب العوض نبود ہمچنین فرائض واجب الثواب نباشند و نوافل را ہمچو اسباب
رض رعایا باید دانست کہ یکسنوره ہم اگر می گیرند قیمتش و عوضش ادا میکنند مگر چون نفس جمعہ قطع نظر از شرائط است و ہم شعایر
امام اگر از ادای نماز تہاون در ادایش رود ہر دو مردمان کم فہم را بوجہ کوتہ فہمی و معونت کاہلی مقصود شدن شرائط موجب ترک
شود و نہ باعث افزایش نماز ظہر اندرینصورت بگمان این ہیچمدان مفتی وقت را اختیار تاکید جمعہ و ممانعت ادای ظہر است ادرا
رسد کہ از ظہر باز دارد تا بجمعہ مستقیم شوند و جمعہ را قائم کنند چہ اول حدیث اختلاف امتی او اصحابی رحمۃ اد کما قال مشعر این اختیار
باید دوم تقرر خلیفہ خود باطاعت و بیعت مردم وابستہ است و انعزال ان بعزل اوشان گرہ خوردہ چون اینقدر اختیار گران بہا
بشان ارزانی فرمودہ اند نصب امام و واعظ کہ حصہ الیست ازان چراکہ بدست شان نباشد و وعظ و امامت از کارہای امام عام است
مت صغری و وعظ و پند با امامت کبریٰ و اولی الامر نسبتی وارد کہ نور ضعیف را با نور قوی تیست اگر امامی موجود است دست بدست
سری دادن نشاید کہ اجتماع دو حاکم صد فتنہ در بر دارد و ہمین است کہ قتل ثانی و وفا بہ بیعت اول ارشاد رفتہ مگر جاییکہ یکی باشد
دسی را امام خود گردانیدن چندان دور از قیاس نیست چہ انیوقت امامت امام عام توان کرد تا بامامت صغری چہ رسد غرض
ظر بر اختیار مشار الیہ مسلمانرا نصب امام خاص بدرجۂ اولی باید داد و اینکار از و باید گرفت و این امامت را مخالفت اشتراط امام عام
باید فہمید چہ این شروط وقتی است کہ از امام عام نامی و نشانی باشد تا کہ بالمعنی جمع بین الخلیفتین لازم نیاید چہ در صورت
بوجودش انکار حسب اشارات حدیث چنانکہ بگذشت و موافق اشارات الفاظ قرآنی اعنی اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کار
امام عام بود اگر وعظ دیگر بشنوند و بر امر و نہی دیگران کنند گویا ہمانرا اولی الامر قرار دادند و بالمعنی در جنب خلیفۂ اول خلیفہ دیگر نشانند
کنون کہ سندش خالیست اگر واعظ دیگران بشنوند محذوری نیست و چون موافق این تقریر این شرط از میان برخاست
شرط مصر ہم بیک طرف رفت چہ اشتراطش بلزوم اشتراط شرط امیر بود آری ظاہر الفاظ روایات مشعر ضرورت مصر عام
ند لہذا احتیاط ہمین است کہ تا مقدور رعایت شہر پیش نظر ماند و اگر کسی در دیہی جمعہ قایم کند دست گریبانش نہ زنند کہ
اول این شرط ظنی بود باز حسب تقریر مذکور ضعفے دگر وران بہم رسید گر علیحدہ ہنوز باقی است عرض آن نیز ضروری است
چنانکہ ادای ظہر کم فہمان را موجب تہاون در جمعہ می شود ہمچنان این اجازت نصب امام خاص و اختیار استماع مواعظ
و خطب آن موجب تہاون در نصب امام عام است اگر جمعہ متروک میشد شاید ہمت اہل ہمتی بشوق جمعہ و مشاہدہ
ہدایت اہل عصر و ابنای روزگار کارے میکرد نظر برین جمع بین الظہر والجمعہ احوط مینماید ورنہ وجوب نصب امام نسیاً منسیاً شدہ است

دپیداست که این وجوب رفتنی نیست واختیار نصب امام خاص بشک این وجوب را بضعف میسر ساند نیست آنچه که ذہن
نارسائی من بدان میرسد مگر نه قاضیم نه فقیهم نه مفتی نه که اجتهاد کنم وخلق قول من نشنوند اگر دیگران هم همصفیر من شوند فبها
ورنه کالای زبون بریش خاوند این دفتر بے معنی را بر سر من زنند دهر چه مناسب وقت دانند وموافق اشارات علمار ربانی
که از اتباع قرآن وحدیث دور نیفگند اختیار فرمایند واین نیازمند را هم اطلاع فرمایند تا به پیروی جم غفیر من هم سر دهم
ودر پے تفرق کلمه نشوم بخدمت حضرت مخدوم ومتاع من برکت مآب مولوی سید عبد السلام صاحب از من دور افتاده
عمر عزیز را بهوا وهوس برباد داده سلام وشوق که بصد نیاز مشحون باشد عرض دارند من بغرض دعا این کار کرده ام
ورنه از فتوی واستفتا احتراز من مشهور است **تنبیه** تقریر پریشانم را اگر ملاحظه خواهد فرمود باید دانست که شروط حنفیه
اگر معارض عموم ظاهری خطاب یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة است اما این عموم خطاب بحکم مقدمات مذکوره
مستدعی آن نیست که حکم جمعه عام باشد آری اوامر حکم سیاق تخصیص حکم میکند وهویدا بود که همه شروط مذکوره از همین
آیت می زایند واحادیث مستنده فقط مصرحه وموضح آن هستند مستند بشروط اند تا احتمال ابطال نص عام بروایات
احاد که بعضی آنها موافق خیالات بعض اکابر مطعون اند بدل نشیند مگر وقتیکه شرائط مذکوره موجه شدند باز فقط باین
نظر که در بعض مواقع بدون این شرط هم میتوان برآید جرأت اهمال آن نباید فرمود آری بطور احتیاط بوجه ضرورت
دیگر اگر مرتکب این اهمال شوند چنانچه عرض کرده ام چندان دور از قواعد شرع نیست که احتیاط از اهم مقاصد شرع
شریف است وبسیاری از احکام مبنی بر احتیاط اند وجوب وضو پس از نوم مبنی بر همین احتیاط است چنانچه الفاظ شرع
وجوب آن خود در انظار اهل نظر گواه است وسنت غسل یدین که بچه فانک لا تدری این باتت یده که ثبت است بنائش بر همین
احتیاط است ولس ۵

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات مصنفه منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبهل

خدایا ببخشای بر حال من ۔ که افتاده عصیان بدنبال من
بجا باشد از گیری از من نگاه ۔ که خود را همین هیچ عصیان پنا…

ز ناکردنیها همه کرده ام + ز آسایش خویش آزرده ام
اگر بخشیم باشدم آبرو + دگر نه سیه کارم و زرد ر…

گناهان بنجود مکن در شمار ۔ که او بر گناه و تو آمرزگار
توانی که از من بپرسی حساب ۔ توانی که بر من نگیری عتا…

نه طاعت که باشد نیازم باو ۔ بلکه رحمت تو که نازم باو +
گنهگار وامید دارم به بخشش ۔ به قاسم که برحال زارم ببخش…